غزوۂ بدر

(از مولوی عبدالہادی شکرپوری دربھنگوی متعلم جماعت ثالثہ رحمانیہ)

بدر ایک گاؤں کا نام ہے جہاں ہر سال میلہ لگا کرتا تھا یہ مقام اس جگہ پر واقع ہے جہاں شام سے مدینہ جانیکا نہایت دشوار گذار راستہ ہے وہاں سے مدینہ اسی میل کی دوری پر واقع ہے۔ اسی مقام پر قریشیوں اور مسلمانوں میں مشہور لڑائی ہوئی تھی جو اپنی شان واہمیت کے اعتبار سے اسلام کی سب سے پہلی اور فیصلہ کن لڑائی ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ بعض چھوٹی چھوٹی لڑائیوں یا بعض آدمیوں کے قتل ہو جانیکی وجہ سے بلکہ اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقی دیکھکر تمام کفار قریش جوش غضب میں تھے اور اسلام کو دبانے کیلئے بیحد کوشش انتقام کرنا چاہتے تھے۔ اسی زمانہ میں ابوسفیان تجارت کی غرض سے ایک قافلہ کے ساتھ مکہ سے شام گیا ہوا تھا جب وہ شام پہنچا تو وہاں یہ خبر پھیلگئی کہ مسلمان اس قافلہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں جب ابوسفیان کو معلوم ہوا تو اس نے فوراً ایک شخص کو مکہ بھیجدیا تاکہ قریش اس کے امداد کی صورت کریں۔ چنانچہ جب یہ خبر مکہ میں پہنچی تو قریشیوں نے لڑائی کی طیاری شروع کردی۔ ادہر مدینہ طیبہ میں یہ مشہور ہوا کہ قریش بہت بڑی فوج لیکر مدینہ پر حملہ کرنے آرہے ہیں لہذا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے روکنے اور مدافعت کرنیکا قصد کیا جس سال آپ نے ہجرت کی تھی اس کے دوسرے ہی سال میں بدر کا موقعہ پیش آیا تھا۔ اور یہ تمام لڑائیوں سے اہمیت رکھتا تھا اس لئے کہ پہلا پہلا غزوہ جنگی طور پہ بدر ہی تھا قبل ازیں قریش نے عبداللہ بن ابی کو خط لکھا تھا کہ تم جسطرح ہو محمدؐ کو قتل کردو ورنہ ہم لوگ آکر محمدؐ کے ساتھ تمہارا بھی فیصلہ کردینگے۔ غرضیکہ جب دونوں طرف اس لڑائی کا شور برپا ہوا تو آپ نے اصحاب کو جمع کیا اور یہ سب باتیں ان لوگوں پر ظاہر کیں اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے پرجوش تقریر کی لیکن آپ پر اسکا مطلق اثر نہیں ہوا بلکہ آپ انصار کی طرف دیکھنے لگے۔ انصار نے بیعت کرتے وقت اتنا وعدہ کیا تھا کہ جب قریش مدینہ پر حملہ کرینگے تب ہم تلوار اٹھائینگے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ سعد بن عبادہؓ اٹھتے ہیں اور نہایت ہی جوش کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نظر کرکے کہتے ہیں کہ حضور ہم لوگوں کی طرف کیا دیکھتے ہیں اگر آپ فرمادیں کہ سمندر میں کود پڑو تو قسم خدا کی بغیر قیل وقال کے ہم لوگ کود پڑینگے۔ بخاری شریف میں ہے کہ مقدادؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ہم لوگ موسیٰ کی قوم کی طرح نہیں ہیں کہ آپ کو کہیں "آپ اور آپکے خدا جاکر لڑیں ہم بیٹھکر تماشا دیکھیں گے"۔ ہرگز نہیں بلکہ ہم جسطرح بھی ہو آگے سے پیچھے سے داہنے سے بائیں سے جان ہاتھ میں لیکر لڑینگے۔ اس جاں نثارانہ تقریر سے آپ نہایت ہی خوش ہوئے اور ۱۲ر رمضان المبارک ۲ھ کو تین سو فوج لیکر مدینہ سے چلے اور مدینہ سے تقریباً ایک میل پر جاکر حضورؐ نے فوج کا معائنہ فرمایا جس کی عمر کم تھی اسکو اس مہم جنگ میں شرکت کرنیکی اجازت نہیں دی گئی چنانچہ عمیر بن ابی وقاص سے جو ابھی بچے تھے کہا گیا کہ تم نہیں جاسکتے لیکن واہ رے اللہ کی راہ میں جان دینے والے اور اس کے فرائض کی ادائگی کرنے والے وہ رونے لگے آخر بہت ہی التجا کے بعد ان کو بھی رکھ لیا گیا۔ اب اسوقت فوج کی تعداد ۳۱۲ تھی جس میں ۶۰ مہاجرین اور باقی کل انصار تھے۔ چونکہ حضورؐ کو اپنی عدم موجودگی میں منافقوں پر اعتماد نہیں تھا اس لئے حضرت نے ابولبابہؓ بن عبدالمنذر کو واپسی کا حکم دیا اور مدینہ کی بلند جگہوں پر عاصم بن عدی کو مقرر کرکے بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ اور دو جاسوس کو آگے بھیجدیا تاکہ قریش کی حالت کو معلوم کریں۔ ۱۷ر رمضان المبارک کو حضرتؐ بدر کے میدان میں پہنچے تو جاسوسوں نے خبر دی کہ کفار مکہ میدان

کارزار کے دوسرے کنارے پر پہنچ چکے ہیں آپ یہ سنکر اسی جگہ ٹھہر گئے اور تمام لشکر اسی جگہ مقیم ہوگیا۔ کفار مکہ اس دفعہ نہایت ہی مزین ہوکر آئے تھے
کہ آج اسلام کو صفحۂ ہستی سے نیستی میں ملا دینگے انکی تعداد ایکہزار تھی جسکے اندر ایک سو سوار بھی تھے۔ مکہ معظمہ کے تمام رؤسا موجود تھے۔ لیکن
ابولہب کسی سبب سے نہیں آسکا تھا کفار مکہ کے فوج کا سپہ سالار عتبہ بن ربیعہ تھا۔ جب کفاروں کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان کا قافلہ بغیر خوف وخطر کے
نکل گیا تو قبیلۂ زہرہ اور قبیلۂ عدی کے لوگ مکہ لوٹ گئے لیکن ابوجہل نے نہیں مانا اور آگے بڑھ گیا۔ چونکہ قریش پہلے آگئے تھے اسلئے ان لوگوں نے
عمدہ جگہ منتخب کرلی تھی اور مسلمانوں کو خراب جگہ ملی مسلمانوں کی طرف چشمہ و کنواں وغیرہ نہیں تھا حباب بن منذر نے رسول کریمؐ سے پوچھا کہ یہ جگہ
وحی کی وجہ سے منتخب ہوئی ہے یا یوں ہی۔ حضورؐ نے فرمایا یوں ہی تو حباب بن منذر نے کہا اگر آپ فرمائیں تو آگے بڑھکر چشموں وغیرہ پر قبضہ کرلیا جائے
چنانچہ ایسا ہی ہوا خدا کی قدرت کا معائنہ کیجئے کہ اس روز پانی بھی برس گیا جسکی وجہ سے گرد جم گئی اور مسلمانوں نے مٹی سے چاروں طرف گھیر کر چھوٹا
چھوٹا چشمہ بنالیا تاکہ غسل و وضو میں آسانی ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے وینزل من السماء ماء لیطھرکم بہ ۔ اگرچہ چشمہ وغیرہ پر مسلمانوں ہی
کا قبضہ تھا اگر چاہتے تو کافروں کو پانی نہیں دیتے لیکن نبی کریمؐ نے تمام دشمنوں کو اجازت دے رکھی تھی گو خدا کی جانب سے نصرت و فتح کی خوشخبری
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی جا چکی تھی تاہم جنگ کے اصول کو قائم رکھنے کیلئے حضورؐ نے فوج کے تین دستے کئے تھے اور ہر دستہ میں ایک سردار مع نشان کے
تھا چنانچہ مہاجر کا نشان مصعب بن عمیر کو دیا۔ اور خزرج کا علمبردار حباب بن منذر کو بنایا اور اوس کا جھنڈا اسعد بن معاذ کے حوالے کیا صبح کے وقت
آپنے مختصر سا خطبہ کہا اور یہ بھی فرمادیا کہ بہتیرے ایسے ہیں جنکو قریش جبر و تشدد سے لائے ہیں بلکہ آپنے ان کا نام بھی بتادیا جسمیں البختری بھی تھا
اس کے بعد صف بندی شروع کردی۔ اور لڑائی کیلئے طیار ہوگئے اب دو صفیں باہم مقابل تھیں ایک حق کی دوسری باطل کی ایک مسلمانوں کی دوسری کفار کی
ادھر لڑائی شروع تھی ادھر ہمارے نبیؐ خدا کے دربار میں سر کو جھکائے ہوئے یہ دعا کررہے تھے کہ اے خدا تو اپنے وعدہ کو پورا کر اگر یہ ایک مٹھی بھر مسلمان
ہیں مٹ جائینگے تو پھر اس زمین پر نام لیوا کوئی نہ ہوگا۔ یکایک لڑائی میں مجذر کے سامنے ابوالبختری آگیا اور اس کے ساتھ اسکا ایک قلبی دوست بھی تھا۔
مجذر نے ابوالبختری سے کہا کہ میں تجھے رسول اللہ صلعم کے کہنے کی وجہ سے قتل نہیں کرسکتا تو ابوالبختری نے اپنے اس دوست کیطرف اشارہ کرکے کہا
کیا اسے بھی چھوڑ دینے کو کہا ہے۔ مجذر نے کہا نہیں۔ تو پھر ابوالبختری نے کہا کہ میں عرب کی عورتوں کا یہ طعنہ نہیں سن سکتا کہ ابوالبختری نے اپنی جان
بچانے کیلئے اپنے دوست کا ساتھ چھوڑ دیا چنانچہ اس طعنہ کی وجہ سے ابوالبختری یہ رجزیہ شعر پڑھتا ہوا مجذر پہ حملہ آور ہوا جسکی وجہ سے
مجذر نے اس کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا وہ شعر یہ ہے۔

لن یسلم ابن حرۃ زمیلہ + حتی یموت اویری سبیلہ

(ترجمہ) کسی شریف زادوں کی یہ شان نہیں جو اپنے دوست کو چھوڑ دے یہانتک کہ خود مرجائے یا موت کی راہ لے۔ الغرض اللہ نے اپنا وعدہ
پورا کیا اور کافروں کو نہایت بری طرح شکست دی کفار کے مقتول ستر تھے اور ستر قیدی بھی کئے گئے۔ مسلمانوں میں سے صرف بارہ شخصوں نے جام
شہادت نوش فرمایا۔ قیدیوں کو نہایت ہی احترام کے ساتھ رکھا گیا تھا جن کے پاس کپڑے نہیں تھے ان کو کپڑے دیئے گئے جو قیدی مالدار تھے ان کو
فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا اور جو غریب تھے ان کو بغیر فدیہ کے واپس کردیا گیا لیکن غریبوں میں جو لکھے پڑھے تھے انسے کہا گیا کہ مدینے کے دس دس لڑکوں کو لکھنا
پڑھنا سکھا دیں تب چھوڑا جائیگا۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ نے ان لوگوں ہی سے لکھنا سیکھا تھا کیا آج متمدن حکومتوں کا بزعم خویش پڑھا ہوا تمدن اسکی مثال
پیش کرسکتا ہے؟ نہیں یہ نمونے دوسری قوم میں نہیں مل سکتے۔ یہ وہ غزوہ ہے کہ صحابہ کرام میں جو لوگ اس میں شریک ہوئے وہ بدری کہلائے اور اللہ تعالیٰ نے
ان کو یہ خوشخبری دی کہ ان کے گذشتہ اور آئندہ سب گناہ معاف کردیئے گئے اس طرح ان لوگوں نے دین و دنیا دونوں میں بلند مرتبے حاصل کئے

رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔